ترتیب: جناب محمد فاروق شاہ محمد ملک
(دوحہ، قطر)

دعوت و ارشاد

○ تاریخ حق گوئی و بے باکی کی بے مثال شخصیت
○ قافلۂ حریت و جہاد کے نڈر سپاہی

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ
کا
ایک یادگار خطاب

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء کا خطبہ جمعہ "امتِ مسلمہ کے اختلافات کا حل" کے موضوع پر عربی زبان میں دوحہ، قطر کی جامع مسجد ابنِ حجر میں ارشاد فرمایا تھا۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے فوری بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی اردو دان طبقہ کے لئے اس خطبہ کا خلاصہ اردو زبان میں پیش کیا، جسے کیسٹ کی مدد سے قارئینِ "حرمین" کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ والحمدللہ!

(مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ...... امّا بعد!

حضرات! مجھے دو تین روز ہوئے ہیں یہاں آئے ہوئے، پہلی مرتبہ مجھے یہاں آنے کا اتفاق ہوا

ہے اور یہ دیکھ کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان' ہندوستان اور بنگلہ دیش کے دوستوں کی ایک بہت بڑی تعداد عام نمازوں میں حاضر ہوتی ہے۔ مسجدیں ہمارے دوستوں سے اباد ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے بہت بڑی تعداد میں لوگ نمازوں میں شمولیت کرتے ہیں۔ جمعہ میں بھی آپ کے اجتماع کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔

مجھے دراصل اچانک ہی ایک دوست کی دعوت پر یہاں آنے کا موقع ملا اور میرا پروگرام یہ تھا کہ میں کل' جو گزر چکی ہے' پاکستان چلا جاؤں گا اور آج جمعہ لاہور میں پڑھاؤں گا۔ لوگوں کو یہی معلوم تھا' لیکن دوستوں نے اصرار کیا۔ شیخ نے بھی جو یہاں جمعہ پڑھاتے ہیں' شیخ ابنِ حجر نے بھی اور اپنے پاکستانی اور ہندوستانی بھائیوں نے بھی کہا کہ ایک دن اور مؤخر کرلیں تو دوستوں سے ملنے کا موقع میسر آجائے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اختصار کے ساتھ وہ خطبہ' جو میں نے جمعہ میں دیا ہے' اس کا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ و باللہ التوفیق!

اس خطبہ میں' میں نے قرآنِ پاک کے چوتھے پارے کی دو آیات تلاوت کی تھیں:

(۱) "یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہٖ و لا تموتنّ الّا و انتم مّسلمون"۔

(۲) "و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا" وّلا تفرّقوا۔ الاٰیۃ"۔

یہ دو آیات تلاوت کرنے کے بعد میں نے یہ کہا تھا کہ اللہ ربّ العزت نے ان آیاتِ کریمہ میں عام لوگوں کو خطاب نہیں کیا' بلکہ صرف ان لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لا چکے ہیں' اللہ کی کتاب قرآنِ مجید کو مانتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآنِ مجید کا اسلوب یہ ہے' اس میں مختلف لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کبھی مخاطب عام لوگ ہوتے ہیں' جن کو اللہ رب العزت "**یاایہا النّاس**" کے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں اور کبھی مخاطب کافر ہوتے ہیں جن کے لئے "**یاایہا الکافرون**" کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کبھی کافروں میں سے صرف یہودی اور عیسائی مراد ہوتے ہیں جنہیں "**یااھل الکتٰب**" سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور کبھی خطاب صرف ان لوگوں کو ہوتا ہے جو اللہ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے' آپؐ کی نبوت کو مان چکے' آپؐ کی رسالت کو تسلیم کر چکے ہیں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا' ان آیاتِ کریمہ میں ربِ قدوس نے عام لوگوں کو خطاب نہیں فرمایا' بلکہ صرف مسلمانوں اور مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ: " **و اعتصموا**

بحبل اللہ جمیعاً" و لا تفرّقوا" "سارے مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور اپنے آپ کو فرقوں میں مت تقسیم کرو"۔ اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو لوگ ایک دوسرے سے الگ الگ تھے۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کی دشمنی کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ رحمتِ کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اس کائنات میں تشریف لائے اور آپؐ نے جدا جدا' الگ الگ لوگوں کو ایک کر دیا۔ وہ لوگ جو ایک دوسرے کے اس قدر دشمن تھے کہ ایک دوسرے کے خون کی پیاس انہیں اس قدر اندھا کر چکی تھی کہ برس ہا برس گزر جانے کے باوجود ان کی جنگیں ختم نہیں ہوتی تھیں۔ عرب کی دو مشہور جنگیں' جن کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ وہ دو دو سو سال تک چلتی رہیں۔ لڑنے والے مر گئے' پھر ان کی اولادیں جوان ہوئیں تو انہوں نے لڑنا شروع کیا۔ وہ مر گئے' پھر ان کی اولادیں جوان ہوئیں تو انہوں نے لڑنا شروع کیا۔ جب کوئی لڑنے والا نہیں رہتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم اس جنگ کو ختم نہیں کرتے' مؤخر کر دیتے ہیں۔ وہ قوم جو اس قدر دشمنی اور عداوت کو اختیار کئے ہوئے تھی' نبیؐ رحمت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تشریف آوری کے بعد ان کے اندر ایسی اخوت' ایسا بھائی چارہ' ایسی محبت اور ایسا پیار پیدا ہو گیا کہ روایات میں آیا ہے' ایک جنگ میں کچھ لوگ زخمی ہو کے گرے اور پھر ایک زخمی نے پیاس سے نڈھال ہو کر آواز دی' پانی! جلدی سے پانی پلانے والا پانی کی چھاگل لے کر اس کے قریب آیا' وہ آخری لمحات میں تھا۔ اس نے ابھی چھاگل اس کے منہ سے نہ لگائی تھی کہ ایک اور زخمی کی آواز آئی' پانی! اس نے اپنے ہونٹوں کو بند کر لیا' پانی پلانے والے نے کہا کہ تم نے پانی کے لئے پکارا ہے' اب منہ کیوں نہیں کھولتے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی ہے' اس کو پانی کی تڑپ ہے۔ جاؤ پہلے میرے بھائی کو پانی پلا کر آؤ' جب تک میرا بھائی پیاسا ہے' میں پانی پینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ وہ اس کے پاس گیا' اتنی دیر میں ایک تیسرے نے آواز دی۔ اس دوسرے نے کہا' اس کے پاس جاؤ! جب وہ اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی' اپنے اللہ کے پاس جا چکی!

تو وہ قوم جو دشمنی اور عداوت میں اس قدر پختہ اور ایک دوسرے کے خون کی اتنی پیاسی تھی' اللہ کے نبیؐ نے ان کو آکر اس قدر پیار' محبت اور اخوت کا خوگر بنا دیا تھا کہ وہ مرجانا گوارا کر لیتے تھے' اپنے بھائی پر آنچ آنا گوارا نہ کرتے تھے۔ دوستو! اس محبت اور پیار کو باقی رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ:

جب بھی کسی مسئلہ میں، جب بھی کسی معاملے میں ہمارے درمیان کوئی نزاع اور اختلاف پیدا ہو تو ہم اس کو اپنی عزت، غیرت، نخوت اور اپنی ذات کا مسئلہ بنا کر اس پر اڑ نہ جائیں بلکہ اگر ہم مومن ہیں، مسلمان ہیں، اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے رسولؐ کو مانتے ہیں تو ہمیں یہ چاہئے کہ اپنے ان اختلافات کو اٹھا کر اللہ کی کتاب پر پیش کریں۔ اللہ کے رسولؐ کی سنت پر پیش کریں۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسلمان صرف وہ ہوتا ہے جو کلمہ اللہ اور رسولؐ کا پڑھتا ہے۔ ہم نے کلمہ پڑھا ہے تو صرف اللہ اور رسولؐ کا پڑھا ہے، کسی تیسرے کا نہیں پڑھا۔ ہم کہتے ہیں:

"اشھد ان لآ الٰہ الاّ اللّٰہ و اشھد انّ محمّدا" عبدہٗ و رسولہٗ۔ لا الٰہ الاّ اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ" تیسرے کسی شخص کا ذکر نہیں آیا۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم دنیوی معاملات میں بھی لڑتے ہیں، دینی معاملات میں بھی لڑتے ہیں۔ اور افسوس در افسوس یہ کہ دینی اختلافات نے ہمارے اندر اتنی دوریاں پیدا کر دی ہیں کہ ہم مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے، مختلف جماعتوں میں بٹ گئے۔ شیطان نے اس طرح ہمارے درمیان جدائی ڈالی ہے کہ یہ نظر ہی نہیں آتا کہ کبھی ہم اکٹھے بھی ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج عالمِ اسلام تباہی اور بربادی کا شکار ہے۔ مسلمان کبھی اتنے دولت مند اور صاحبِ ثروت نہیں ہوئے، جتنے آج وہ صاحبِ ثروت اور دولت مند ہیں۔ جس قدر روپیہ آج عام لوگوں کے پاس ہے، اس قدر روپیہ کبھی بادشاہوں کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ آپ لوگ ان علاقوں کے رہنے والے جانتے ہیں کہ ایک ایک آدمی کے پاس سو سو گاڑیاں موجود ہیں، پھر آج مسلمان تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں، ان کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے۔ آج مسلمانوں کی سلطنتیں اور حکومتیں بھی بہت ہیں۔ پینتالیس کے قریب ملک ہیں، جو مسلمان ہیں، ان کے حکمران مسلمان ہیں، لیکن ایمان کی بات یہ ہے کہ آج مسلمان جس قدر ذلیل اور خوار ہیں، کائنات کے کسی دور میں اس قدر ذلیل اور خوار نہیں ہوئے۔ دولت بھی انتہاء کی، مال بھی انتہاء کا، تعداد بھی انتہاء کی۔ اور ذلت بھی انتہاء کی! سبب کیا ہے؟ سبب یہ ہے کہ آج ہم نے اپنے آپ کو مختلف خانوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ہم مختلف دھڑوں میں بٹ گئے، مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ آج ہماری حالت جاہلیت کے زمانے سے مختلف نہیں ہے کہ بھائی بھائی سے جدا تھا۔ آج ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن ایک مسلمان کا خون بہاتے ہوئے، ایک مسلمان کی آبرو پہ ڈاکہ ڈالتے ہوئے، ایک مسلمان کی عزت سے کھیلتے ہوئے ہمیں اللہ کا خوف اور رسولؐ اللہ کی حیا بالکل نہیں آتی۔ ایک کتاب کو ماننے والے،

ایک اللہ کو ماننے والے' ایک رسولؐ پر ایمان لانے والے' ایک رسولؐ کی سنت کا تذکرہ کرنے والے آپس میں بر سرِ جنگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ

" **ضربت علیهم الذلة والمسکنة** " کے مصداق آج ذلت و رسوائی ہمارا مقدر ہو گئی ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم پھر ان دھڑے بندیوں کو چھوڑ کر' ان تمام تعصبات سے بالاتر ہو کر ایک ہو جائیں۔ اور ایک ہونے کا طریقہ؟ یہ طریقہ بھی ربّ العالمین نے ہمیں بتلایا ہے " **فان تنازعتم فی شئی فردّوہ الی اللّٰہ والرّسول** "۔ کسی بھی معاملے میں اگر تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس اختلاف کو سینے سے لگا کر' اس کو دل میں چھپا کر ایک دوسرے کی عداوت اور دشمنی اختیار کرو' بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس اختلافی بات کو اللہ کے قرآن پر پیش کرو' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر پیش کرو۔

آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ۔ ہم اپنے علاقہ ہندوستان' پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ مسئلہ سنتے ہیں' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنتے ہیں' پھر اپنے محلے کے مولوی کے پاس آتے ہیں۔ کہتے ہیں: مولوی جی ہم نے یہ حدیث سنی ہے' یہ ہمارے مذہب کے مطابق ہے کہ نہیں؟ معنیٰ یہ ہے معاذ اللہ کہ ہم نے رسولؐ کی حدیث کو اپنے مذہب کے تابع بنایا ہے' اپنے آپ کو رسولؐ کے تابع نہیں بنایا۔ یہی ہماری بدقسمتی کا سبب ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم جو بھی اللہ کی بات سنیں' اللہ کے رسولؐ کی بات سنیں' اس کی تحقیق یہ کریں کہ کیا یہ کتاب اللہ میں موجود ہے؟ تحقیق کریں تو یہ کریں کہ کیا یہ سنتِ رسولؐ میں موجود ہے؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ رب کے قرآن میں ہے' یا نبیؐ کے فرمان میں ہے' تو پھر غیر کی طرف دیکھنا ایمان کی علامت نہیں' کفر کی علامت ہے۔

یہی بات اللہ ربّ العزت نے اپنے کلامِ مبارک میں کہی ہے " **فلا وربّک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموک فیما شجر بینهم** "۔ اور میں نے کہا کہ پورے کلامِ مجید میں ربّ العالمین نے کہیں بھی اپنی ذات کی قسم نہیں کھائی' جب بھی قسم کھائی ہے' تین کی' زیتون کی' طورِ سینین کی' فجر کی قسم کھائی ہے..... لیکن جب اپنے نبیؐ کے فرمان کی بات آئی تو اپنی کبریائی کی قسم کھائی۔ فرمایا:

" **فلا وربّک لا یؤمنون** "۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے' وہ مومن نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چھوڑ کے دوسرے کی طرف جائے۔

پورا قرآن "الٓمّٓ" سے لے کر "والنّاس" تک اٹھا لیجئے' ایک ایک ورق کو پلٹ دیکھئے' پورے قرآن میں رب کو آپ اپنی ذات کی قسم کھاتے ہوئے نہیں دیکھیں گے۔ صرف اس موقع پر یہ قسم

کھائی ہے' جب اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا تذکرہ آیا ہے۔ فرمایا: "مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے' مجھے اپنی ذات کی قسم ہے' جو میرے محبوبؐ کی بات چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف دیکھتا ہے' وہ مومن ہی نہیں ہے۔" **ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا**" "اور اگر مانے تو دل کے اندر تنگی بھی محسوس نہ ہو"۔ یہی کہے کہ

ادھر حکمِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

یہی ایمان کا تقاضا ہے! اس لئے ہم ان تمام اختلافات کو' ان تمام تنازعات کو' ان تمام مسائل کو تبھی حل کر سکتے ہیں جب ہمارے سامنے اللہ اور رسولؐ کے علاوہ تیسری کوئی شخصیت نہ ہو۔ اسلام نے شخصیت پرستی سے منع کیا ہے۔ یاد رکھئے! گمراہی کے لئے شیطان نے چند چیزوں کو تراشا۔ ان چیزوں میں سے ایک بت وطنیت کا بت ہے کہ فلاں علاقے کے' فلاں قبیلے کے' فلاں نسل کے' فلاں برادری کے! جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " **انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی** " تم سارے کے سارے ایک مرد اور ایک عورت کی اولاد ہو' اور وہ مرد مٹی سے بنایا گیا ہے۔ تمہاری اصل سب کی مٹی ہے' پھر فخر کس بات پر ہے؟ " **یٰایھا النٰاس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ ... کلکم من اٰدم و اٰدم من تراب** " تم سب کے سب آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدمؑ مٹی میں سے تھے۔ کبھی ایک باپ کے بیٹوں نے بھی ایک دوسرے پر طعن کیا ہے کہ ہم چوہدری ہیں اور تم کمین ہو؟ جب ہم سب اولاد ایک باپ کی ہیں۔ کوئی نسل کا بت نہیں' کوئی وطنیت کا بت نہیں' کوئی زبان کا بت نہیں' " **لا فضل لعربیٍ علیٰ عجمی و لا لعجمیٍ علیٰ عربیٍ الا بالتقوٰی** " کوئی رنگ کا فرق نہیں کہ یہ گورا ہے' یہ کالا ہے۔ " **لا لاسود علیٰ احمر و لا لابیض علیٰ اسود** " کوئی فرق نہیں! اللہ نے سب انسانوں کو کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر بنایا ہے۔

تو دوستو! اختلافات کے ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے' اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی معاملے میں نزاع ہو جائے' جب بھی کسی مسئلے میں اختلاف پیدا ہو جائے' جب بھی کوئی بات اختلافی ہو جائے' تو یہ کہہ دیا جائے کہ دین تیری میراث ہے نہ میری میراث' یہ سب کا مشترکہ ہے' دین ہم سب کے لئے ساجھا ہے' ہم سارے ہی اس میں ساجھی ہیں۔ اس لئے ہمیں وہی بات ماننی چاہئے جو رب کے قرآن میں ہے' محمدؐ کے فرمان میں ہے' .... صلی اللہ علیہ وسلم.......!

دوستو! اگر ہم اس بات کو اپنا لیں' تو اللہ کے فضل و کرم سے اولاً" تو اختلاف پیدا ہی نہیں ہو گا' اور اگر پیدا ہو گا تو باقی نہیں رہے گا۔ اس کے لئے میں۔ نے مثال دی تھی خطبہ جمعہ میں کہ نبی

اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اختلاف ہو گیا۔ فاروقِ اعظمؓ نے کہا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ نبیؐ فوت ہو گئے ہیں، میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ بات لمبی ہو جائے گی۔ صدیق آئے حجرہ عائشہ میں تشریف لے گئے' رضی اللہ تعالیٰ عنہما! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جب آپؐ کی وفات پر یقین ہوا تو باہر آئے اور اپنا مشہور خطبہ دیا "لوگو سنو! جو محمدؐ کا پرستار ہے وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو گئے ہیں۔ اور جو اللہ کا ماننے والا ہے' وہ سن لے کہ اللہ ہمیشہ سے ہے' ہمیشہ رہے گا"۔ اور پھر یہ نہیں کہا کہ "چونکہ میں کہتا ہوں' اس لئے مانو" نہیں! بلکہ کہا کہ میرے رب نے فرمایا: "**انک میت و انھم میتون** "۔"اے میرے حبیبؐ' ایک دن آئے گا کہ آپؐ بھی فوت ہو جائیں گے' ساری کائنات بھی مر جائے گی"۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ کہتے ہیں' میں نے ان آیات کو سنا' مجھے ایسے معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے' میں نے پہلے کبھی سنی ہی نہیں۔ پھر اختلاف ہوا' انصارؓ کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو گا' مہاجرین کہتے تھے کہ امام ہم میں سے ہو گا۔ تکرار ہوئی' حتیٰ کہ ایک نوجوان انصاری نے اپنی تلوار باہر نکال لی۔ اس نے کہا' آج سعدؓ بن عبادہ کو امام بنایا جائے گا اور اگر کوئی سعدؓ بن عبادہ کی امامت کا انکار کرے گا' تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔

اس نازک موقع پر' جبکہ لڑائی کے لئے لوگ تلواریں اپنے میانوں سے نکال چکے تھے اور مرنے مارنے پہ تل گئے تھے' صدیقِ اکبرؓ نے قرآنِ مجید پر عمل کرتے ہوئے " **فان تنازعتم فی شئی فردّوہ الی اللّٰہ والرّسول ان کنتم تؤمنون** " کے پیشِ نظر کہ "اگر تم ایماندار ہو تو اختلافات کے موقع پر رب کے قرآنِ پاک کی طرف آیا کرو' محمدؐ کے فرمان کی طرف آیا کرو"۔ صلی اللہ علیہ وسلم!..... فرمایا' سنو! جس کی خلافت کے لئے لڑ رہے ہو' اس نے ارشاد فرمایا تھا " **الائمۃ من قریش من بعدی** " کہ "اگر امام ہو گا تو قریش (مہاجرین) میں سے ہو گا"۔ وہ لوگ' جنہوں نے تلواریں میانوں سے نکالی ہوئی تھیں' نبیؐ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کہنے لگے " **سمعنا و اطعنا** " جس کو چاہو امام بنا لو' سب سے پہلے ہم بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

آج بھی لوگو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اس کائنات میں عزت سے نوازے اور ہماری آخرت سدھر جائے۔ دنیا کا کیا ہے؟ یہ تو اچھی بھلی سب کی گزر ہی جاتی ہے۔ محلات میں رہنے والوں کی بھی گزر جاتی ہے' کوٹھیوں میں رہنے والوں کی بھی گزر جاتی ہے۔ پیدل جو چلتے ہیں' ان کی بھی گزر جاتی ہے۔ جو کاروں میں سوار ہوتے ہیں' ان کی بھی گزر جاتی ہے۔ اور یہ تو بڑی بات

ہے' جن کے پاؤں میں جوتی ہوتی ہے' ان کی بھی گزر جاتی ہے جن کے پاؤں میں جوتی نہیں ہوتی' ان کی بھی گزر جاتی ہے۔ اور اس سے بھی بڑی بات' جن کے پیر ہی نہیں ہوتے' ان کی بھی گزر جاتی ہے۔ یہ تو گزر ہی جاتی ہے "**و ما الحیٰوۃ الدّنیا الّا متاع الغرور**" یہ تو چند لمحوں کی بات ہے' لیکن ہمیں اس زندگی کے سنوارنے اور سدھارنے کی کوشش کرنی چاہئے' جس کا پہلا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ یہ ساٹھ سال' ستر سال کا کیا ہے؟ کوئی گھبرا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مر جائیں گے' ساری مصیبتیں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اس زندگی کے لئے سوچو کہ جب موت کو بھی موت آ جائے گی' آدمی کو چھٹکارا نہیں ملے گا...... اور میرے آقا و مولیٰ خاتم النبیینؐ و سید المرسلینؐ نے ارشاد فرمایا "جس کی ساری زندگی عیش و عشرت میں گزری ہوگی اور اس نے کبھی دکھ کا چہرہ بھی نہیں دیکھا' لمحے بھر کے لئے اس کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ ایک لمحے کے لئے' صرف ایک لمحے کے لئے! ساری زندگی اس نے دکھ کا چہرہ نہیں دیکھا۔ پھر دوزخ سے نکالا جائے گا۔ فرشتے اللہ کے حکم پر پوچھیں گے' کبھی زندگی میں سکھ بھی دیکھا ہے' کبھی خوشی بھی دیکھی ہے؟ جہنم کے ایک لمحے کا عذاب چکھنے کے بعد کہے گا:

"اللہ میں نے ساری زندگی کبھی خوشی کا چہرہ نہیں دیکھا" اور فرمایا:

جس نے ساری زندگی مصیبتوں میں گزاری' مشقتوں میں کاٹی' تکلیفوں میں گزاری' لیکن اللہ کی بندگی کو نہیں چھوڑا' اللہ کی رسی کو تھامے رہا۔ اس کو جنت کا ایک جھونکا دیا جائے گا" کہا جائے گا' بتلاؤ دنیا میں کبھی دکھ بھی دیکھا ہے؟ جنت میں ایک لمحہ گزارنے کے بعد کہے گا' اللہ! جنت کے ایک لمحے نے تمام مشکلات کو بھلا دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دکھ کا چہرہ نہیں دیکھا!

لوگو! اصل زندگی تو وہ آخرت کی زندگی ہے۔ آدمی کو اس زندگی کے بارے میں سوچنا چاہئے اور اس زندگی کا خیال کرنا چاہئے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ پھر اس زندگی میں کوئی مولوی' کوئی پیر' کوئی فقیر' کوئی خطیب' کوئی واعظ' کوئی ذاکر آ کے نہیں بچا سکے گا۔ یہ وہ زندگی ہے جس کے بارے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کو خطاب کر کے کہا تھا "یا فاطمہ بنت رسول اللہ! غور فرمایئے! آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے رحمتِ کائناتؐ نے "بنتِ محمدؐ" نہیں کہا' بلکہ "بنتِ رسولؐ" کہا ہے۔ حضرت فاطمہؓ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپؓ محمدؐ بن عبداللہ کی بیٹی ہیں' اور دوسری یہ کہ آپؓ رسولؐ اللہ کی بیٹی ہیں۔ اس رسولؐ اللہ کی بیٹی کو خطاب کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

"اعملی' اعملی' فلنی لا اغنی عنک من اللہ شیئا"

اے فاطمہؓ! دنیا میں جو چاہو مجھ سے مانگ لو' میں کوشش کروں گا کہ تیری مانگ کو پورا کروں۔ لیکن میری بیٹی! قیامت کے دن یہ نہ سمجھ لینا کہ رسولؐ اللہ تیرا اپنا باپ ہے' جو تجھ کو بچالے گا۔ قیامت کے دن رسولؐ بھی تیرے کام نہیں آئیں گے۔ اور یہی بات اپنی پھوپھی سے فرمائی۔ لوگو! اگر رسولؐ اللہ اپنی بیٹی اور اپنی پھوپھی سے یہ کہتے ہیں کہ میں تمہیں نہیں بچاسکوں گا' تو اور کون ہے جو کسی کو بچاسکے گا؟

اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنی اس زندگی کو اس طرح گزاریں کہ جس سے اللہ راضی ہو۔ اور میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں' خاص طور پر آپ کے لئے جو یہاں موجود ہیں۔ پردیس میں اللہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور یہ میں نہیں کہتا' میرے آقاؐ نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے وطن سے اپنے گھروالوں سے دور ہوتا ہے' اللہ اس کی دعاقبول فرمالیتا ہے۔

آپ لوگ اپنے وطن سے دور آئے ہیں' اپنے اہل و عیال سے دور ہیں' اپنے پیاروں سے دور ہیں' اپنے قریبیوں سے دور ہیں۔ کس لئے آئے ہیں؟ اسی لئے نا' کہ یہ دنیا کے چند روز جو ہیں یہ اچھی طرح گزر جائیں۔ گرمیوں میں آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے دھوپ کی تپش کا شکار نہ ہوں۔ آپ ان کے لئے پنکھے لگا سکیں' کوئی چھت بنا سکیں۔ سردیوں میں اپنے بچوں کو سردی سے بچانے کے لئے تحفظات مہیا کر سکیں۔

اور لوگو! جو اپنے پیاروں' اپنی مٹی کو چھوڑ کے اس چند روزہ زندگی کو سنوارنے کے لئے آئے ہو' کیا کبھی تم نے سوچا ہے کہ اس دن کی گرمی سے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بچانے کے لئے تم نے کیا کیا ہے؟ جس دن کی گرمی کے بارے میں رب نے قرآن میں کہا ہے:

"یایھا النّاس اتّقوا ربّکم انّ زلزلۃ السّاعۃ شئی عظیم ○ یوم ترونھا تذھل کلّ مرضعۃ عمّا ارضعت و تضع کلّ ذات حمل حملھا و تری النّاس سکاریٰ و ما ھم بسکاریٰ و لکنّ عذاب اللہ شدید" ○

کہ جس دن کی گرمی کی شدت سے عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور لوگ بے ہوش ہو رہے ہوں گے۔ جبکہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیاس سے لوگوں کی زبانیں ان کے حلقوم سے باہر نکل کر ان کی چھاتیوں پر پڑی ہوں گی۔ اور ایک آدمی کے اپنے جسم سے نکلنے والا پسینہ اتنا ہوگا کہ آدمی اس کے اندر ڈبکیاں کھا رہا ہوگا۔ ہم سب نے کبھی سوچا ہے کہ اس دن کی گرمی سے

بچنے کے لئے ہم نے کیا کیا ہے؟ جس نے اس دن کے لئے کچھ کرلیا' نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حوضِ کوثر پر آئے گا اور میرے ہاتھ سے پانی کا پیالہ پیئے گا۔ جس نے ایک پیالہ پانی کا پی لیا' پچاس ہزار سال تک اس کو پیاس نہیں ستائے گی' حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بالادستی کو ماننے کا' ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ اور رسولؐ کی بالادستی کو اس طرح مانیں کہ کسی کی کوئی بات ہم کو رب رسولؐ کے حکم سے دور نہ لے جا سکے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دنیا کو بھی سنوار دے' ہماری آخرت کو بھی سنوار دے اور ہمیں مسجدوں سے پیار کرنے والا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو مسجدوں میں آنے والا' قرآن پڑھنے والا بنا دے اور ہم سب کو اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے حوضِ کوثر کا پانی نصیب فرمائے۔ آمین'

واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین !

اہلِ ذوق کے لئے

خوشخبری

جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اشاعتِ قرآن و سنت کا عظیم مرکز اثریہ کیسٹ ہاؤس

(تسجیلات الاثریہ)

○ ہمارے ہاں تمام جید علمائے کرام کی تقاریر ○ دنیا بھر کے قراء کرام کی تلاوت

○ شعرائے اسلام کی نظموں کی کیسٹیں دستیاب ہیں۔

منجانب! اہلحدیث یوتھ فورس جہلم

(پروپرائیٹر اثریہ کیسٹ ہاؤس مشین محلہ نمبر ۱' اثریہ روڈ' جہلم)